بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم    نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم    وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد


*Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat*

**دفتر صدر مجلس انصاراللہ بھارت**

**Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)**

**Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com**


جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں
خوش قسمت ہیں وہ جو ان دنوں سے فائدہ اٹھانے والے ہیں
آجکل قدم قدم پر فواحش کے سامان ہیں، بیہودگیاں اور لغویات کے سامان ہیں، ٹی وی پر انٹرنیٹ پر اور میڈیا میں
پس جو بھی بیہودہ اور لغو پروگرام ہیں ان سے نہ صرف رمضان میں بلکہ مستقل بچنا ضروری ہے، ہر احمدی کو اس طرف توجہ کرنی چاہئے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8؍جون 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الاعراف کی آیت 157 کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ وَاکۡتُبۡ لَنَا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ اِنَّا ہُدۡنَاۤ اِلَیۡکَ ؕ قَالَ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ فَسَاَکۡتُبُہَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ ○ فرمایا اس آیت کا ترجمہ ہے: اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حسنہ لکھ دے اور آخرت میں بھی یقیناً ہم تیری طرف توبہ کرتے ہوئے آ گئے ہیں۔ اس نے کہا میرا عذاب وہ ہے کہ جس پر میں چاہوں اس پر میں وارد کر دیتا ہوں اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس میں اس رحمت کو ان لوگوں کے لئے واجب کر دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر عجیب احسان ہیں کہ اس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ رحمت کا مطلب ہے نرم ہونا مہربان ہونا رحم کا ابھرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا بندوں سے نرمی اور صرف نظر کا سلوک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رحم کا جذبہ اور یہ سلوک اتنا بڑھا ہوا ہے کہ جو ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس کی رحمت میں رحمانیت اور رحیمیت شامل ہیں یہ اس کی رحمانیت ہے کہ بن مانگے بھی بیشمار چیزیں دنیا میں انسان کے لئے پیدا کی ہیں اور رحیمیت کو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے والوں اس کے احکام پر عمل کرنے والوں اس کے آگے جھک کر مانگنے والوں پر اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندوں کو عذاب دینا میری غرض نہیں ہے۔ بڑی غلط فہمی ہوتی ہے بعضوں کو کہ انسان کو پیدا کیوں کیا اگر عذاب دینا ہے، سزا دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری غرض یہ نہیں ہے۔ ہاں میرے عذاب اور سزا کے مورد بنتے ہیں وہ لوگ جو اپنے غلط عملوں کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں۔ لیکن میرا یہ عذاب بھی عارضی چیز ہے اور اصلاح کیلئے ہے حتی کہ ایک وقت آئے گا کہ دوزخ والے بھی میری وسیع رحمت سے حصہ لیں گے اور ان کا عذاب بھی ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جزا سزا کے دن کا مالک بھی ہے اس لئے وہ بظاہر ہمیں اپنی رحمت اور بخشش کی چادر میں لپیٹ کر بغیر سزا کے جانے دے سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں بطور حق کے ان لوگوں کو جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں جو زکوۃ دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ان کا حق ادا کرتے ہوئے اور یقین کے ساتھ عمل کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پر مکمل ایمان رکھنے والے ہیں ضرور اپنی رحمت کی چادر میں انہیں لپیٹوں گا۔ پھر ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ○ کہ اللہ کی رحمت یقیناً محسنوں کے قریب ہے۔ محسن وہ ہیں جو تمام شرائط کے ساتھ اپنے کام کو پورا کرتے ہیں۔ پس جو تقویٰ کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجا لانے والا ہے اللہ تعالیٰ کے نشانات پر مکمل ایمان رکھنے والا ہے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچے گی۔ پس مؤمن کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے تقویٰ پر چلنے اور ایمان میں کامل ہونے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ یہاں اللہ

تعالیٰ نے پہلی چیز تقویٰ بیان فرمائی ہے اور اصل میں اگر تقویٰ کا صحیح ادراک ہو جائے تو باقی نیکیاں اور ایمان میں کامل ہونا اس کے اندر ہی آ جاتا ہے۔ اس بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے چنانچہ لباس التقویٰ قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بہ مقدور کار بند ہو جائے۔

حضور انور نے فرمایا: پس اس معیار کو انسان حاصل کر لے تو یہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندے پر بطور حق کے فرض ہو جاتی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ بندے کا کیا مقام ہے کہ بطور حق، اللہ تعالیٰ سے کچھ لے سکے۔ حضور انور فرمایا: یہ دن جن میں سے ہم گزر رہے ہیں یہ رمضان کا آخری ہفتہ اب رہ گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے اس سے بھی مؤمن ہی فائدہ اٹھاتے ہیں وہی فائدہ اٹھائے گا جو صحیح طرح ایمان لانے والا ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والا ہے۔ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ جو ان دنوں سے فائدہ اٹھانے والے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: پھر یہ بھی اس کی دین ہے کہ آخری دنوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کی طرف بھی ہمیں توجہ دلائی ہے تا کہ قبولیت دعا کے پہلے سے بڑھ کر نظارے ہم دیکھیں۔ یہ بھی کوئی ہمارا حق تو نہیں یہ بھی اس کی عطا ہے تا کہ بندوں کو اپنے قریب تر کرنے کی طرف ترغیب دے اور یہ بھی اس کی رحمت کی وسعت ہے۔

پھر ایک حدیث میں ہے کہ رمضان کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اس کا درمیانی عشرہ مغفرت ہے اور اس کا آخری عشرہ آگ سے نجات ہے۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت صرف رمضان کے پہلے عشرہ کے لئے نہیں پہلے سے دوسرے عشرے میں بھی داخل ہو رہی ہے اور تیسرے عشرے میں بھی داخل ہو رہی ہے اور مستقل انسان کے ساتھ ہے جب تک وہ تقویٰ پر قائم ہے۔ اسی طرح اس کی مغفرت صرف درمیانی دس دن کے لئے نہیں ہے بلکہ رمضان کے آخر تک اور اس سے بھی آگے تک انسان کے ساتھ ہے۔ اسی طرح آگ سے بھی صرف انسان اِن دس دنوں میں نہیں بچ رہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے ہوئے جو رمضان سے گزر بھی جائے گا اس کے بعد بھی تو آگ سے دور رہے گا ورنہ اگر ہم رمضان کے بعد پھر تقویٰ سے دوری اختیار کر لیں۔ تو پھر ایسا ہی ہے جیسے اپنے لئے انسان ایک محفوظ حصار بناتا ہے اور پھر خود ہی اس کو توڑ دے۔ پس نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت چند دنوں تک محدود ہے نہ اس کی مغفرت چند دنوں تک محدود ہے نہ اس کی آگ سے نجات محدود ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیات کی وضاحت فرماتے ہوئے جو میں نے تلاوت کی ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس کو چاہتا ہوں عذاب پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر چیز پر احاطہ کر رکھا ہے سو میں ان کے لئے جو ہر ایک طرح کے شرک اور کفر اور فواحش سے پرہیز کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور نیز ان کے لئے جو ہماری نشانیوں پر ایمان کامل لاتے ہیں اپنی رحمت لکھوں گا۔ یہاں آپ نے تقویٰ کی وضاحت تین الفاظ میں فرمائی کہ شرک سے پرہیز کرنا کفر سے بچنا اور فواحش سے پرہیز کرنا۔ آجکل قدم قدم پر فواحش کے سامان ہیں۔ بیہودگیاں اور لغویات کے سامان ہیں ٹی وی پے انٹرنیٹ پے اور میڈیا میں۔ پس جو بھی بیہودہ و لغو پروگرام ہیں ان سے بچنا بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت

کو جذب کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔صرف رمضان میں نہیں بلکہ مستقل اس سے بچنا ضروری ہے۔ یہ چیزیں پر نوجوانوں بلکہ بڑوں کے ذہنوں کو بھی زہر آلود کر رہی ہیں۔اخلاق بھی خراب ہو رہے ہیں۔ایمان سے بھی دور جا رہے ہیں۔پس اس طرف ہر احمدی کو توجہ کرنی چاہئے اور ان چیزوں کا مناسب اور محتاط استعمال کرنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب کی صفت قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے۔پس جب اللہ تعالیٰ کسی کو سزا دیتا ہے تو اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قانون سے باہر نکلتا ہے اور جیسا کہ ذکر ہو چکا یہ سزا بھی اصلاح کے لئے ہوتی ہے اور پھر آخر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب آ جاتی ہے۔حضور انور نے فرمایا: جب انسان توبہ کر رہا ہے، استغفار کر رہا ہے، تضرع کر رہا ہے، دعائیں مانگ رہا ہے اور جو اللہ کا حق ہے وہ پورا کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے کوئی فرض نہیں کیا ہوا اپنے اوپر سزا دینا بلکہ اس نے جو فرض کیا تو ایسے لوگوں پر رحمت فرض کی ہے۔پھر اس کی رحمت جو ہے اس کے غضب کے تقاضے پر غالب آ جاتی ہے اور غضب غائب ہو جاتا ہے اور پردوں میں چھپ جاتا ہے۔

پھر آپ استغفار کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقے کے اندر لے لے۔فرمایا خدا جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔اسی طرف اشارہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں بھی ہے کہ **ایاك نعبد و ایاك نستعین**۔یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی اس بات کی مدد چاہتے ہیں کہ تیری قیومیت اور ربوبیت ہمیں مدد دے اور ہمیں ٹھوکر سے بچاوے تا ایسا نہ ہو کہ کمزوری ظہور میں آوے اور ہم عبادت نہ کر سکیں۔پھر استغفار کے مضمون کو مزید کھولتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو اور ہاتھ اور پاؤں اور زبان اور ناک اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے۔ فرمایا کہ آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہئے کہ **رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ** کہ یہ دعا اول ہی سے قبول ہو چکی ہے۔اللہ تعالیٰ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔اگر تو نے ہمیں نہ بخشا ہم پر رحم نہ کیا تو ہم پھر خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔غفلت سے زندگی بسر مت کرو جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گزارتا ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو۔کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی فرمایا کہ جیسا کہ مجھے یہ دعا الہام ہوئی ہے کہ **رب کل شیء خادمك رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی**۔

استغفار اور توبہ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ استغفار اور توبہ دو چیزیں ہیں استغفار مدد اور قوت ہے جو خدا سے حاصل کی جاتی ہے۔توبہ اس لئے ہے کہ اے اللہ جو مغفرت کی دعا ہم نے کی ہے ہمیں اس پر قائم بھی رکھ۔فرمایا کہ عادت اللہ یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مدد چاہے گا تو خدا تعالیٰ ایک قوت دے دے گا اور پھر اس قوت کے بعد انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا اور نیکیوں کے کرنے کے لئے اس میں ایک قوت پیدا ہو جائے گی۔پھر توبہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ واضح ہو کہ توبہ لغت عرب میں رجوع کرنے کو کہتے ہیں اسی وجہ سے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام بھی تواب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا اس کے معنی یہ ہیں کہ جب انسان گناہوں سے دست بردار ہو کر صدق دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

سچی توبہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: سچی توبہ کے لئے تین شرطیں ہیں۔پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے دماغ کو ان تمام باتوں

سے پاک کروجن سے فاسد خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کوئی بھی غلط کام کرنے یا برائی کی طرف توجہ جانے پر ندامت اور پشیمانی ہونی چاہئے اور تیسری بات یہ ہے کہ عزم ہو، پکا ارادہ ہو کہ میں نے ان برائیوں کے قریب بھی نہیں جانا اور پھر اس پر قائم رہنے کے لئے مکمل قوت ارادی بھی ہو اور دعا بھی ہو تو پھر یہ برائیاں ختم ہو جائیں گی اور ان کی جگہ پھر نیکیاں لینی شروع کر دیں گی۔

استغفار اور توبہ سے آگ سے بچنے کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ توبہ سے انسان کی دنیا و دین دونوں سنور جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا میں بھی آرام و آسائش کے سامان عطا فرما اور آنے والے جہان میں بھی آرام اور راحت عطا فرما اور ہمیں آگ سے بچا۔ درحقیقت ربنا کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے کیونکہ ربنا کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربوں کو جو اس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اس رب کی طرف آیا ہے اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا۔ ایسی دعا کرنا صرف انہی لوگوں کا کام ہے جو خدا ہی کو اپنا رب جان چکے ہیں اور ان کو یقین ہے کہ ان کے رب کے سامنے اور سارے ارباب باطلہ ہیچ ہیں۔ فرمایا کہ آگ سے مراد صرف وہی آگ نہیں جو قیامت کو ہوگی بلکہ دنیا میں بھی جو شخص ایک لمبی عمر پاتا ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ دنیا میں ہزاروں طرح کی آگیں ہیں تو مومن دعا کرتا ہے کہ ساری قسم کی آگوں سے ہمیں بچا جب ہم نے تیرا دامن پکڑا ہے تو ان سب عوارض سے جو انسانی زندگی کو تلخ کرنے والے ہیں اور انسا نکے لئے بمنزلہ آگ ہیں بچائے رکھ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ہماری جماعت کو یہ دعا بکثرت پڑھنی چاہئے کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پس اس طرف ہمیں بھی توجہ دینی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں لے کر ہمیں ہر قسم کی دنیاوی اور اخروی آگ سے بچائے رکھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو خدا نے یہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بندو! مجھ سے ناامید مت ہو میں رحیم و کریم اور ستار و غفور ہوں اور سب سے زیادہ تم پر رحم کرنے والا ہوں اور اس طرح کوئی بھی تم پر رحم نہیں کرے گا جو میں کرتا ہوں۔ جو شخص میری طرف رجوع کرے گا وہ میرے دروازے کو کھلا پائے گا میں توبہ کرنے والے کے گناہ بخشتا ہوں خواہ پہاڑوں سے زیادہ گناہ ہوں۔ میرا رحم تم پر بہت زیادہ ہے اور غضب کم ہے کیونکہ تم میری مخلوق ہو میں نے تمہیں پیدا کیا اس لئے میرا رحم تم سب پر محیط ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف خالص ہو کر جانے والا بنائے اس کا تقویٰ حاصل کرنے والے ہوں اپنے ایمان اور یقین میں بڑھنے والے ہوں تا کہ ہمیشہ اس کی رحمت سے ہم حصہ لیتے رہیں۔ کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ جب ہم اس کی رحمت سے محروم ہوں اور اپنے بداعمال کی وجہ سے اس کی سزا کے مورد بنیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحم کی نظر ہمیشہ ہم پر پڑتی رہے۔

......☆......☆......☆......

**Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 8th - June - 2018**

**BOOK POST (PRINTED MATTER)**

To ..............................................................................
..............................................................................
..............................................................................
..............................................................................

**From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar**
**Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB**